۱۲

اِفطاری

رمضان کا مہینہ تھا۔ گھر میں سب روزے رکھ رہے تھے۔ نہیں رکھ رہی تھی تو صرف زَینب۔ ابھی وہ چھوٹی تھی نا، بس پانچ برس کی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ امّی، ابّا، بھائی اور بڑی بہنیں کیسے سحری اور افطاری کی تیاریوں میں لگے رہتے ہیں۔ امّی طرح طرح کی چیزیں پکاتی ہیں۔ آپا اور باجی دوڑ دوڑ کر ان کی مدد کرتی ہیں۔ ابّو اور بھائی بازار جا کر پھل اور مٹھائی لاتے ہیں۔ زَینب بھی چاہتی تھی کہ سحری کے لیے منہ اندھیرے سب کے ساتھ بستر سے اُٹھ جائے۔ سحری کھائے، دادی امّاں، امّی اور بہنوں کے ساتھ فجر کی نماز پڑھے۔ دوسرے روزہ دار بچّوں کو بتائے کہ میں بھی روزے سے ہوں۔ پھر مغرب کے وقت افطاری کے مزے لے۔

وہ ہر روز امّی سے کہتی کہ آج مجھے سحری کے لیے جگائیے۔ میں بھی روزہ رکھوں گی۔ امّی ہاں ہاں کہہ کر ٹال دیتیں۔ زَینب بہت چھوٹی ہے۔ دن بھر بھوک پیاس کی تکلیف نہیں سہہ سکتی۔

آٹھ دس روزے گزر گئے۔ زَینب نے روزہ رکھنے کی ضد نہ چھوڑی۔ امّی اور بہنوں کو خوب تنگ کیا۔ ابّو

سے بھی کہا کہ مجھے روزہ رکھنے دیں۔ آخر انھوں نے کہہ دیا کہ بھئی ایک مرتبہ زَینب کو بھی روزہ رکھ لینے دو۔

آج زَینب کا پہلا روزہ ہے۔ وہ بہت خوش ہے۔ پھوٗپھی جان نے اس کے ہاتھوں میں مہندی لگائی۔ امّی نے بال سنوارے، نئے کپڑے پہنائے، پھوٗلوں کا ہار پہنایا اور گجرا باندھا۔ عصر کے بعد سے اِفطاری کی تیاری شرؤع ہوئی۔

زَینب کی سہیلیاں جمع ہوئیں۔ فرح، ناہید، دیبا، کوثر، فرحت سب ہی آئیں۔ پھوٗپھی جان نے بازار سے برف منگوائی اور شربت بنایا۔

خالہ جان آئیں۔ اُن کے ساتھ ارشد اور اکبر بھی آئے۔ چچی جان آئیں۔ حارِث اور ناز کو ساتھ لائیں اور بہت سے مہمان آئے۔ سب اپنے گھر سے زَینب کے لیے اِفطاری لائے۔ چچی جان سموسے لائیں۔ خالہ جان پکوڑے اور گُلگُلے لائیں۔ فرح انگوٗر اور سنتروں کی ٹوکری اپنے ساتھ لائی تھی۔ زیبا اور فرحت نے انگوٗر دھوئے۔ ناہید نے سنترے چھیلے اور اُن کی پھانکیں طشتریوں میں رکھیں۔

پھوٗپھی جان نے پکار کر کہا، ”بچّو! اِفطاری کا وقت قریب ہے۔ جلدی کرو۔“

سب نے جلدی جلدی وضوٗ کیا۔ فرح اور کوثر نے دسترخوان بِچھایا اور اِفطاری کا سامان چُنا۔

چچی جان بولیں، ”پہلے مسجد میں تو اِفطاری بھیج دو۔“

اَمّی نے بڑی سینی میں اِفطاری کا سامان رکھا۔ دو بڑے بڑے جگ شربت سے بھرے اور مسجد میں اِفطاری بھیجی۔

مغرب کی اذان ہوئی۔ دادی امّاں نے زَینب کو دُعا پڑھائی اور اپنے ہاتھ سے کھجوٗر کھلائی۔ سب نے روزہ کھولا۔ شربت پیا، اِفطاری کھائی اور مغرب کی نماز پڑھنے کھڑے ہوگئے۔

(نورالعین علی)

اِفطار	–	روزہ کھولنا
اِفطاری	–	روزہ کھولنے کے لیے کھانے پینے کی چیزیں
گجرا	–	بالوں میں لگانے کا پھولوں کا ہار

سامان چُننا - سامان ڈھنگ سے رکھنا

سینی - تھال

مشق

- ایک جملے میں جواب لکھو :

۱۔ زَینب کس بات کی ضد کر رہی تھی؟

۲۔ پھوپھی جان نے زَینب کے ہاتھوں میں کیا لگایا؟

۳۔ اِفطاری کی تیاری کب شروع ہوئی ؟

۴۔ ارشد اور اکبر کس کے ساتھ آئے؟

- مختصر جواب لکھو :

۱۔ امّی نے اِفطار کے وقت زَینب کو کیسے سنوارا؟

۲۔ زَینب کی سہیلیوں نے اِفطار کی تیاری کے لیے کیا کِیا؟

۳۔ امّی نے مسجد میں کیا بھیجا؟

۴۔ زَینب کا روزہ اِفطار کس طرح کرایا گیا؟

- سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :

۱۔ آج زَینب کا پہلا .... ہے۔

۲۔ پھوپھی جان نے بازار سے .... منگوائی۔

۳۔ سب اپنے گھر سے زَینب کے لیے .... لائے۔

۴۔ فرح اور کوثر نے .... بچھایا۔

۵۔ دادی امّاں نے زَینب کو .... پڑھائی۔

- اِن لفظوں کے واحد لکھو :

روزے	کپڑے	سہیلیاں	سموسے
پکوڑے	گُلگُلے	سنترے	پھانکیں

دیے ہوئے جملے غلط ہیں یا صحیح، لکھو:

۱۔ زَینب روز امّی سے کہتی کہ آج مجھے سحری کے لیے جگائیے۔

۲۔ آج زَینب کا تیسرا روزہ ہے۔

۳۔ آٹھ دس روزے گزر گئے۔

۴۔ چچی جان پکوڑے اور گُلگُلے لائیں۔

۵۔ دادی امّاں نے زَینب کو دُعا پڑھائی۔

۶۔ ارشد اور اکبر نے دسترخوان بِچھایا۔

اپنے استاد کی مدد سے واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھو۔

نظر	راہیں	بہن	چُھٹّی	سنترے
نظریں	راہ	....	....	....
شیشہ	کچھوے	لومڑی	آنکھیں	موج
....	....	....	....	....
منڈیاں	کتاب	کہانی	گھٹائیں	ہوا
....	....	....	....	....
دانہ	لڑکا	بجلیاں	قربانی	حصّہ
....	....	....	....	....

۱۳

میں اچھّا بنوں گا

2ZVRM6

خوشی سے پڑھوں گا ، خوشی سے لکھوں گا
خوشی سے ہر اِک کام کرتا رہوں گا
نہا دھوکے مَیں صاف سُتھرا رہوں گا
لِباس اپنا ہر وقت اُجلا رکھوں گا

بڑے شوق سے مدرسے جاؤں گا مَیں
سبق ختم ہوتے ہی گھر آؤں گا مَیں
سلیقے سے اپنی کتابیں رکھوں گا
سبق اپنا ہر روز پڑھتا رہوں گا

کروں گا ، جو ماں باپ مجھ سے کہیں گے
مِرے کام سے وہ سدا خوش رہیں گے
اَدب اپنے اُستاد کا مَیں کروں گا
توَجُّہ سے ہر بات اُن کی سنوں گا

بَھلائی سے کرتا رہوں گا محبّت
بُرائی سے کرتا رہوں گا میں نفرت
مَیں سچّا بنوں گا ، مَیں اچھّا بنوں گا
مَیں اچھّوں کی صُحبت میں ہر دَم رہوں گا

(تلوک چند محرومؔ)

سدا	-	ہمیشہ، ہر دَم
صُحبت	-	ساتھ

مشق

- **ایک جملے میں جواب لکھو :**

۱۔ بچّہ اپنی کتابیں کس طرح رکھنا چاہتا ہے؟

۲۔ بچّہ کس کا ادب کرنا چاہتا ہے؟

۳۔ بچّہ کیسا بننا چاہتا ہے؟

- **مختصر جواب لکھو :**

۱۔ بچّہ ماں باپ کو کس طرح سدا خوش رکھنا چاہتا ہے؟

۲۔ اچھّوں کی صُحبت میں رہنے کا بچّے پر کیا اثر ہوگا؟

۳۔ اچھّے بچّے کی تین خوبیاں لکھو۔

- **نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :**

۱۔ بڑے .... سے مدرسے جاؤں گا میں (ذوق ، شوق)

۲۔ مِرے کام سے وہ .... خوش رہیں گے (صدا ، سدا)

۳۔ بَھلائی سے کرتا رہوں گا .... (محبّت ، اُلفت)

۴۔ مَیں اچھّوں کی صُحبت میں .... رہوں گا (ہر دِن ، ہر دَم)

سرگرمی :

اِس نظم کو زبانی یاد کرو اور سب مل کر گاؤ۔

نٹ کھٹ بچّی

سُن لو ایک کہانی
بچّو! سُن لو ایک کہانی
سات برس کی اِک بچّی ہے نام ہے جس کا پُونم
لیکن سب بچّوں نے اس کا نام رکھا ہے رانی
سُن لو ایک کہانی
بچّو! سُن لو ایک کہانی
ممّی اُس کو ڈانٹ پلائے یا ڈیڈی دھمکائے
کہتی ہے "کہنا مانوں گی" کرتی ہے من مانی
سُن لو ایک کہانی
بچّو! سُن لو ایک کہانی
تب تک سوتی ہی نہیں ہرگز دیر ہو چاہے جتنی
یہ ہر رات کو سُن نہیں لیتی جب تک ایک کہانی
سُن لو ایک کہانی
بچّو! سُن لو ایک کہانی
'چوہے اور بِلّی کی لڑائی'، 'سوداگر اور بندر'
چھوٹے موٹے قصّے اُس کو سب ہیں یاد زبانی
سُن لو ایک کہانی
بچّو! سُن لو ایک کہانی

(جگن ناتھ آزادؔ)

چوہا اور بِلّی

بِلّی چوہا ، چوہا بِلّی   سوچ رہے تھے جائیں دِلّی
پہلے سوچا ٹرین سے جائیں   لیکن پیسے کہاں سے لائیں
بس میں کیسے چڑھ پائیں گے   پکڑے گئے تو پچھتائیں گے
چوہا بولا بات بدل کر   ہم جائیں گے پیدل چل کر
سُن کے بِلّی بھی مُسکائی   پھر بولی ہاں ٹھیک ہے بھائی
خوش تھے دونوں دِل میں اپنے   دیکھ رہے تھے رنگیں سپنے
لال قلعے کو ، چِڑیا گھر کو   ہم دیکھیں گے ہر منظر کو
جامع مسجد ، الّو گھر بھی   لاٹ قطب کی اور صدر بھی
جنتر منتر بھی جائیں گے   جھومیں ناچیں گے ، گائیں گے

(شمس دیوبندی)

فقیر کی ایمان داری

آج احمد بہت خوش تھا۔ اُسے پہلی تنخواہ جو ملی تھی۔ اس کا بٹوہ نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسے گھر پہنچنے کی جلدی تھی۔ وہ ایک گلی میں مُڑا۔ نکّڑ پر بیٹھے ہوئے ایک فقیر کو دیکھ کر رُک گیا۔ پھٹے پُرانے کپڑوں اور سر اور ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بالوں سے اس کی غریبی ظاہر ہو رہی تھی۔

احمد نے جیب سے بٹوہ نکالا۔ پانچ کا نوٹ نکال کر فقیر کو دِیا۔ بٹوہ جیب میں رکھا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے یہ سُننے کی بھی کوشش نہیں کی کہ فقیر کیا دُعائیں دے رہا ہے۔

اس واقعے کو پانچ چھے مہینے گزر گئے۔ آج بھی پہلی ہی تاریخ تھی۔ احمد اسی گلی سے گزرا۔ وہ پریشان حال فقیر اُسی نکّڑ پر بیٹھا ہوا تھا۔ احمد رُکا۔ بٹوے سے پانچ کا نوٹ نکال کر فقیر کو دیا اور آگے بڑھنے لگا۔ اس دوران فقیر اسے غور سے دیکھتا رہا۔ گویا اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر اس نے آواز دی، ”صاحب! ذرا سُنیے۔“

احمد نے پلٹ کر پُوچھا، ”کیا بات ہے؟“

”آپ کی ایک امانت میرے پاس ہے۔ اسے لے جائیے۔ چھے مہینے سے سنبھال کر رکھی ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے پیوند لگے پاجامے کے نیفے سے ایک مُڑا تُڑا نوٹ نکالا اور اسے سیدھا کیا۔ وہ سو رُوپے کا نوٹ تھا۔ اس نے نوٹ احمد کی طرف بڑھا دیا۔ ”یہ لیجیے آپ کی امانت۔“

احمد نے تعجّب سے کہا، ”میں کیوں لوں؟ یہ نوٹ تو میرا نہیں ہے۔“

”آپ ہی کا ہے صاحب، چھے مہینے پہلے آپ نے مجھے پانچ کا نوٹ خیرات میں دیا تھا۔ اُس وقت یہ نوٹ آپ کے بٹوے سے گِر گیا تھا۔ آپ اسے لے لیجیے۔“

احمد نے حیرت سے کہا، ”تم تو مانگ کر گزارہ کرتے ہو۔ پہلے سے بھی زیادہ پریشان حال دِکھائی دے رہے ہو۔ یہ سو روپے کا نوٹ تو تمھارے لیے بہت قیمتی تھا۔ تم نے اسے خرچ کیوں نہیں کر ڈالا؟“

فقیر نے کہا، ”صاحب! میں فقیر ضرور ہوں لیکن بے ایمان نہیں۔ مہربانی کرکے اپنی امانت واپس لے لیجیے۔“

احمد نے نوٹ واپس لے لیا۔ فقیر کا شُکریہ ادا کیا اور دل ہی دل میں اس کی ایمان داری کی تعریف کرتا ہوا گھر کی طرف چل پڑا۔

(محمد حسن فاروقی)

دھوبی کی چالاکی

کسی مُلک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اُس کا نام خاقان تھا۔ اس کے پاس بہت سے کالے ہاتھی تھے۔ سفید ہاتھی ایک بھی نہ تھا جبکہ پڑوسی مُلک کے بادشاہ کے پاس پانچ سفید ہاتھی تھے اور اس کا مُلک سفید ہاتھیوں کے مُلک کے نام سے دُور دُور تک مشہور تھا۔

خاقان کی خواہش تھی کہ اپنے پڑوسی بادشاہ سے ملنے کے لیے سفید ہاتھی پر بیٹھ کر جائے۔ اس نے اعلان کروایا تھا کہ جو شکاری بادشاہ کو سفید ہاتھی لا کر دے گا اس کو ہاتھی کے وزن کے برابر اشرفیاں انعام میں دی جائیں گی۔ بہت دن گزر گئے لیکن کوئی شخص بادشاہ کے لیے سفید ہاتھی نہ لا سکا۔

بادشاہ کی رعایا میں ایک کمھار اور ایک دھوبی بھی رہتے تھے۔ کمھار اپنے فن میں بہت ماہر تھا۔ وہ بہت خوبصورت برتن بناتا تھا لیکن حد درجہ سُست اور کاہل تھا۔ کمھار کے مقابلے میں دھوبی بہت محنتی تھا۔ اُس کی آمدنی بہت اچھی تھی۔ کمھار اور اس کی بیوی دھوبی کی آرام دہ زندگی سے بہت جلتے تھے۔ وہ ہمیشہ اُسے نُقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے۔

ایک دن کمھار بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، ”جہاں پناہ! میرے پڑوس میں ایک دھوبی رہتا ہے۔ وہ اپنے کام میں بہت ماہر ہے۔ وہ کالے کپڑوں کو دھو کر دُودھ کی طرح سفید کر دیتا ہے۔ عالی جاہ! آپ اُسے حکم دیں کہ وہ آپ کے کالے ہاتھی کو دھو کر سفید کر دے۔ اس طرح بادشاہ سلامت کو ایک سفید ہاتھی مل جائے گا۔“

بادشاہ نے دھوبی کو بُلایا اور کمھار کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے کے لیے کہا۔ دھوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کمھار کی چال ہے۔ اُس نے کہا، ”بادشاہ سلامت! آپ کا حُکم سر آنکھوں پر۔ برائے مہربانی آپ میرے پڑوسی کمھار کو حکم دیں کہ میرے لیے اتنا بڑا ٹب بنا دے جس میں کالے ہاتھی کو دھو کر میں سفید کر سکوں۔ یہ کام دریا میں نہیں ہوسکتا۔ دریا کا پانی گرم نہیں کیا جاسکتا۔ مجھے ہاتھی کو بھٹّی میں چڑھانے اور اسے سفید کرنے کے لیے انتہائی گرم پانی کی ضرورت پڑے گی۔“

اب بادشاہ نے کمھار کو حکم دیا، ”سنو! تم ہاتھی کو نہلانے کے لیے فوراً ایک بڑا ٹب بناؤ۔ یہ بہت ضرُوری ہے۔“

کمھار اور اس کے خاندان کو بہت بڑا ٹب تیار کرنے میں تین ماہ لگ گئے۔ کئی لوگ اُسے اُٹھا کر بادشاہ کے دربار تک لائے لیکن یہ کیا! ہاتھی کے پاؤں رکھتے ہی ٹب ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

بادشاہ نے کمھار کو دُوسرا ٹب بنانے کا حکم دیا۔

کمھار نے بڑی محنت سے دوُسرا مضبوُط ٹب بنایا۔ اُسے کئی لوگ مل کر دربار میں لائے۔ ٹب میں پانی بھرا گیا۔ دھوبی نے اس کے نیچے آگ سُلگائی۔ ہاتھی کو اس میں داخل کیا گیا لیکن یہ ٹب بھی کام نہ آیا۔ اس کا پیندا اتنا موٹا تھا کہ آگ کی گرمی پانی تک نہ پہنچ سکی۔

غرض ٹب بنانے کا کام چلتا رہا۔ کمھار اور اس کے خاندان والے ٹب بنا بنا کر پریشان ہو گئے۔

ایک دن کمھار بادشاہ سلامت کو ایک نیا ٹب دِکھا رہا تھا کہ اتنے میں کئی شکاری دوڑتے ہوئے دربار میں داخل ہوئے۔ انھوں نے چِلّا کر کہا، ”جہاں پناہ! آپ کو فتح مُبارک ہو۔ ہم نے آپ کے لیے ایک سفید ہاتھی پکڑ لیا۔ اب لوگ آپ کو سفید ہاتھی کا بادشاہ کہیں گے۔“

سفید ہاتھی بادشاہ سلامت کے حضوُر میں پیش کیا گیا۔ بادشاہ خوشی کے مارے دھوبی، کمھار اور ہاتھی کو نہلانے والے ٹب کو بھوُل گیا۔

اس طرح کمھار کی جان بچی اور دھوبی نے بھی خدا کا شکر ادا کیا۔ (احمد جمال پاشا)

بہادر جوزَف

315MNT

کسی دریا کے قریب ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ وہاں کے لوگوں نے دریا کے کنارے ایک مضبُوط دیوار بنائی تھی۔ یہ دیوار دریا کے پانی کو بستی میں آنے سے روکنے کے لیے تھی۔

اسی بستی میں جوزف نام کا ایک لڑکا رہتا تھا۔ ایک شام وہ دریا کے کنارے کھیل رہا تھا۔ کھیلتے کھیلتے اُس نے دیکھا کہ دیوار میں ایک سؤراخ ہوگیا ہے اور اس میں سے پانی نکل رہا ہے۔ اُس نے خیال کیا، یہ سؤراخ اِس وقت تو چھوٹا سا ہے مگر آہستہ آہستہ بڑھتا جائے گا اور پھر اِتنا پانی بہنے لگے گا کہ ساری بستی ڈوب جائے گی۔ اُس نے سوچا، پانی کو روکنے کی کیا ترکیب ہوسکتی ہے؟ کیا بستی میں جا کر سب کو خبر کردوں؟ مگر اس طرح تو بہت دیر ہوجائے گی۔ تب تک سؤراخ اتنا بڑا ہوجائے گا کہ پانی کو روکنا مشکل ہوگا۔

آخر ایک ترکیب جوزف کی سمجھ میں آئی۔ اُس نے اپنی ہتھیلی سؤراخ پر لگا دی، پانی تب بھی نہ رکا۔ وہ سؤراخ سے اپنی پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا۔ دھیرے دھیرے سردی بڑھنے لگی لیکن جوزف نے ہمّت نہ ہاری اور وہیں ڈٹا

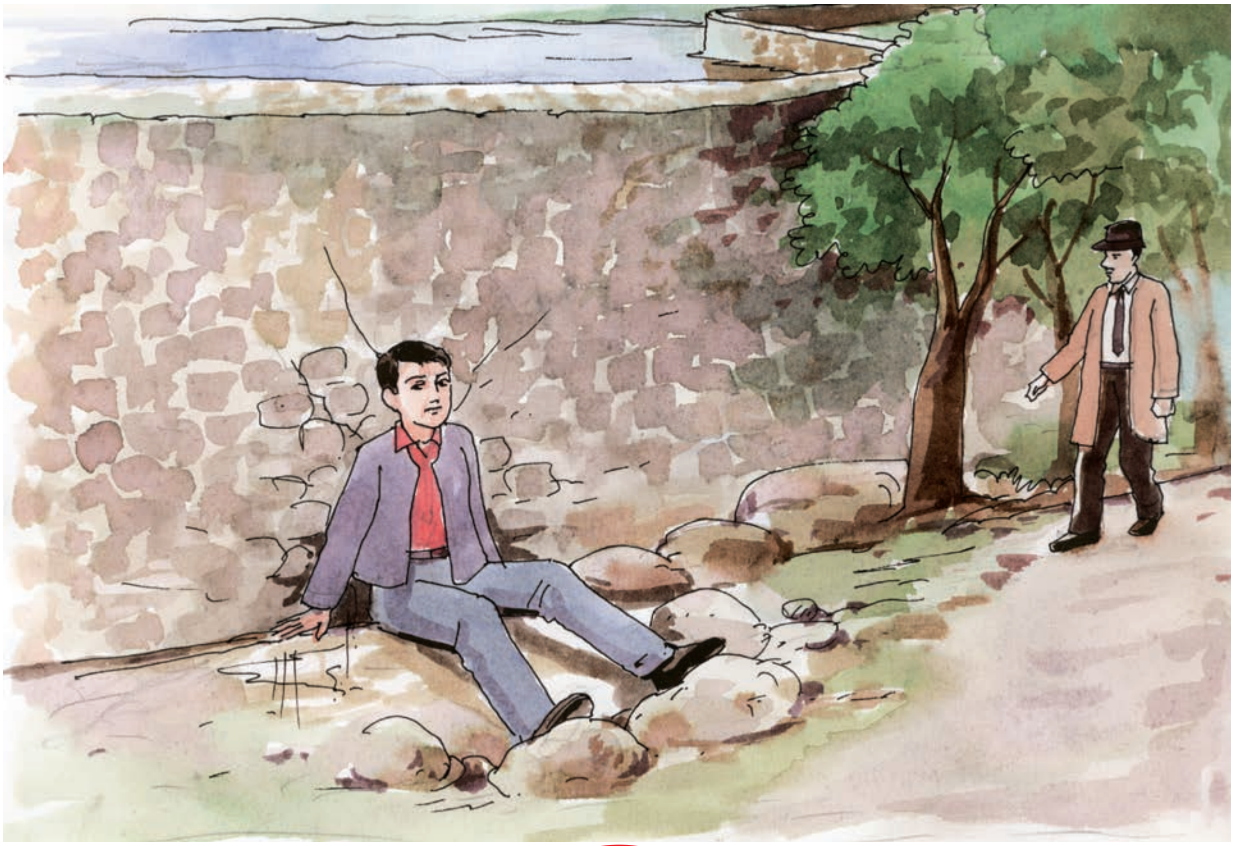

رہا۔ وہ رات بھر اسی طرح دیوار سے پیٹھ لگائے بیٹھا رہا تاکہ سوراخ نہ بڑھے اور پانی رُک جائے۔ سردی سے اُس کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔

صبح کے وقت ایک شخص اُدھر سے گزرا۔ وہ جوزف کے قریب گیا جو سردی سے اکڑ گیا تھا۔ اس کی پیٹھ جس جگہ دیوار سے لگی ہوئی تھی وہاں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکل رہا تھا۔ وہ شخص سمجھ گیا کہ ماجرا کیا ہے۔ وہ دوڑتا ہوا بستی میں پہنچا اور بہت سے لوگوں کو بُلا لایا۔

اُس وقت تک جوزف کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی۔ کچھ نوجوان لڑکوں نے اُسے وہاں سے اُٹھایا اور اُسے لے کر بڑی تیزی سے اسپتال کی طرف روانہ ہوئے۔ دؤسرے لوگ سؤراخ بند کرنے میں لگ گئے۔ تھوڑی دیر کوشش کرنے کے بعد سؤراخ بند ہو گیا اور دیوار سے پانی آنا رُک گیا۔

اُدھر اسپتال میں ڈاکٹروں نے بڑی محنت اور توجّہ سے جوزف کا علاج کیا۔ کچھ دنوں کے بعد جوزف بالکل اچّھا ہو گیا۔

جوزف نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے بستی کو تباہی سے بچایا تھا۔ اس کے اسپتال سے گھر واپس آنے پر بستی کے سب لوگوں نے خوب خوشیاں منائیں۔ گھر گھر اس کی بہادری کے چرچے ہونے لگے۔

(مشتاق رضا)

ماجرا – واقعہ، بات، معاملہ
چرچا ہونا – کسی بات کا بار بار ذکر ہونا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ دیوار کس لیے بنائی گئی تھی؟
۲۔ جوزف کہاں کھیل رہا ہے؟
۳۔ جوزف سؤراخ بند نہ کرتا تو کیا ہوتا؟
۴۔ جوزف نے سؤراخ بند کرنے کی کیا ترکیب کی؟
۵۔ وہاں سے گزرنے والے شخص نے کیا دیکھا؟

۶۔ جوزف کی بہادری کے چرچے کیوں ہونے لگے؟

❁ دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کرو:

پروا نہ کرنا　　ماجرا　　ترکیب

❁ اس کہانی میں نیچے دیے ہوئے لوگوں نے کیا کام کیا:

- جوزف کے پاس سے گزرنے والا شخص
- نوجوان لڑکے
- بستی کے دوسرے لوگ
- ڈاکٹر

❁ دیے ہوئے جملے غلط ہیں یا صحیح، لکھو:

۱۔ بستی کے کنارے ایک سمندر تھا۔
۲۔ دیوار میں ایک سوُراخ ہو گیا تھا۔
۳۔ جوزف کے پاس سے گزرنے والے شخص نے سوُراخ بند کرنے کی کوشش کی۔
۴۔ نوجوان لڑکوں نے جوزف کو فوراً اس کے گھر پہنچا دیا۔
۵۔ بستی کے لوگوں نے سوُراخ بند کر دیا۔
۶۔ جوزَف کے اسپتال سے آنے پر لوگوں نے خوشیاں منائیں۔

❁ نیچے دیے ہوئے خانوں سے لفظ لے کر واحد کے پانچ جملے اور جمع کے پانچ جملے بناؤ:

وہ	سوچ چل دیکھ جاگ گا	رہا ہے۔ رہے ہیں۔

31EIQG

۱۵

سیوا گرام

وردھا شہر سے کچھ دُور ایک چھوٹا سا گاؤں سیوا گرام ہے۔ یہاں گاندھی جی کے رہنے کی ایک سادہ کُٹیا ہے۔ اسے 'باپو کُٹی' کہتے ہیں۔ یہ مٹّی اور بانس کی بنی ایک جھونپڑی ہے۔ اس کی چھت کویلو کی ہے۔ اس میں محلوں جیسی رونق اور خوبصورتی نہیں مگر اسے دیکھنے کے لیے دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔ باپو کُٹی میں گاندھی جی نے اپنی زندگی کے آخری گیارہ برس گزارے تھے۔

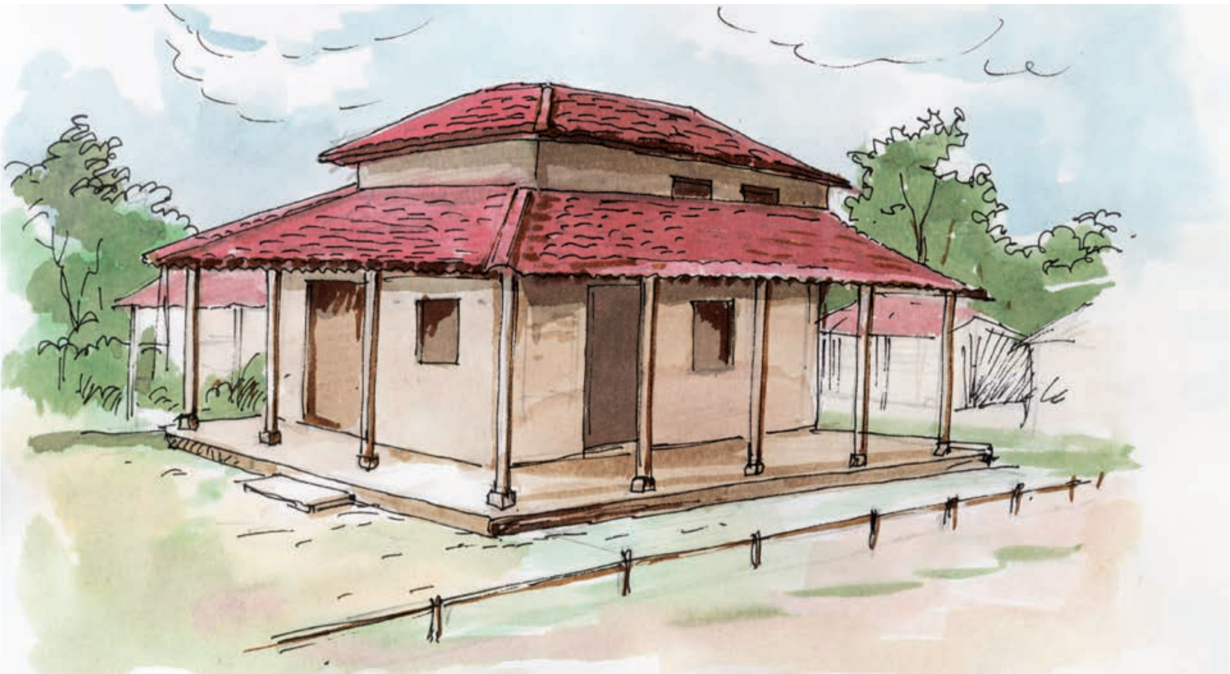

سیوا گرام میں 'باپو کُٹی' کے علاوہ گاندھی جی کی بیوی کستوُر با کے نام سے 'کستوُر با کُٹی' بھی ہے۔ یہاں دُور سے آئے ہوئے مہمانوں کے ٹھہرنے کے لیے مہمان خانہ بھی بنایا گیا ہے۔ یہ سارے مکانات بہت ہی سادہ ہیں۔ آؤ باپو کُٹی میں چلیں۔

دیکھو، دروازے کے پاس باپو کی لاٹھی رکھی ہے۔ اِدھر دائیں جانب باپو بیٹھتے تھے۔ پاس ہی اُن کا چرخہ ہے۔ اسی پر وہ سوُت کاتتے تھے۔ اس شیشے کی الماری میں باپو کا قلم دان، چشمہ اور گھڑی ہے۔ یہاں پتّھر کے بنے ہوئے تین بندر بھی ہیں جو اِشاروں سے بتاتے ہیں کہ 'بُرا مت دیکھو، بُرا مت کہو، بُرا مت سُنو۔'

ایک چوَکی پر گاندھی جی کی قندیل رکھی ہے۔ گاندھی جی کے زمانے میں کُٹیا میں بجلی کی روشنی نہیں تھی اس لیے

آج بھی وہاں بجلی کا انتظام نہیں ہے۔ ہر چیز ویسی ہی ہے جیسی گاندھی جی کے زمانے میں تھی۔

باپوؔ کی ہر چیز سادہ تھی۔ وہ سادہ کھانا کھاتے تھے۔ ان کا لباس بھی سادہ ہوتا تھا۔ بڑے نیک اِنسان تھے۔ لوگوں سے کہتے، "سچ کہنے سے مت ڈرو۔"

ذرا کُٹیا کی دیواریں دیکھو۔ جگہ جگہ تختیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر تختی پر کسی نہ کسی مذہب کی دُعا لکھی ہوئی ہے۔ گاندھی جی ہر مذہب کی عزّت کرتے تھے۔ وہ ہندو، مُسلم، سِکھ، عیسائی سب سے پیار کرتے تھے۔

آؤ اب کُٹیا کے باہر چلیں۔ دیکھو پیپل کے اس پیڑ کے نیچے گاندھی جی بیٹھتے تھے۔ یہیں ہر مذہب کی دُعا

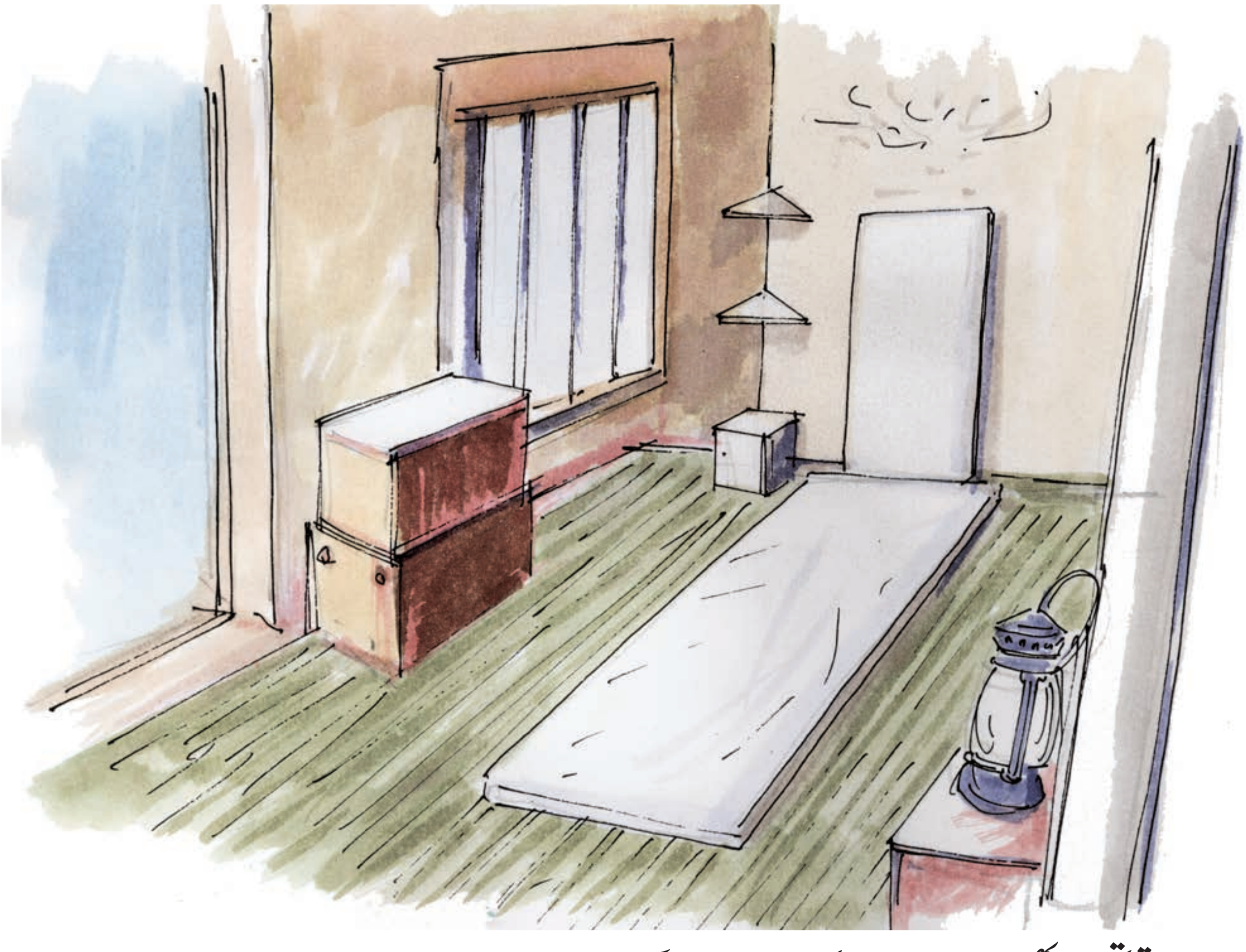

پڑھی جاتی تھی اور بھجن ہوتا تھا۔ آج بھی یہاں سب کچھ اُسی طرح ہوتا ہے۔

کُٹیا کے پیچھے ایک گئوشالا ہے۔ اس کے نزدیک کتائی گھر اور بُنائی گھر ہیں۔ یہاں سُوت کاتا جاتا ہے۔ اِسی سے کھادی بُنی جاتی ہے۔ سڑک کے اُس پار کستوربا اسپتال ہے۔ اِسی کے نزدیک گاندھی جی کے زمانے کا ڈاک خانہ بھی ہے۔ دُور دُور سے لوگ گاندھی جی کی کُٹیا دیکھنے سیوا گرام آتے ہیں۔

(محمد احمد فردوسی)

کُٹی	-	کُٹیا، جھونپڑی
کھادی	-	ہاتھ کرگھے پر بُنا ہوا سوتی کپڑا
گئو شالا	-	گاندھی جی کے زمانے میں یہاں گائے بکریاں باندھی جاتی تھیں

مشق

- ایک جملے میں جواب لکھو :

ا۔ گاندھی جی کہاں رہتے تھے؟

۲۔ باپو کُٹی میں گاندھی جی نے کتنے برس گزارے؟

۳۔ گاندھی جی کی کُٹیا میں کون سی چیزیں رکھی ہوئی ہیں؟

۴۔ ہر تختی پر کیا لکھا ہوا ہے؟

۵۔ آج بھی ہر مذہب کی دعا کہاں پڑھی جاتی ہے؟

- سبق پڑھ کر گاندھی جی کی کُٹیا کے بارے میں پانچ جملے لکھو۔

- ان لفظوں کو اپنی بیاض میں خوش خط لکھو :

کُٹیا قلم دان چَوکی قندیل گئو شالا کتائی گھر بُنائی گھر

- دی ہوئی مثال کے مطابق نیچے دیے ہوئے لفظوں کے آخر میں 'خانہ' لگا کر لفظ بناؤ :

مثال : ڈاک + خانہ = ڈاک خانہ

دوا کتب مہمان باورچی

- اِس سبق میں ایک ہندی لفظ آیا ہے 'گئو شالا' جو 'گئو + شالا' کے ملنے سے بنتا ہے یعنی گایوں کا گھر۔

ہماری زبان میں بھی ایسے لفظ موجود ہیں جیسے کتائی گھر، بُنائی گھر، کتاب گھر، پوجا گھر، گھنٹہ گھر۔

31NES4

اُردوٗ زباں ہماری

کیسی ہے پیاری پیاری ، اُردوٗ زباں ہماری
پھوٗلوں کی جیسے کیاری ، اُردوٗ زباں ہماری

بھارت ہے اِس کا مسکن ، بھارت ہے اِس کا گُلشن
بھارت کی ہے دُلاری ، اُردوٗ زباں ہماری

ہندوٗ بھی بولتے ہیں ، مسلم بھی بولتے ہیں
لگتی ہے سب کو پیاری ، اُردوٗ زباں ہماری

جھڑتے ہیں پھوٗل منہ سے ، گُھلتا ہے رَس فَضا میں
جب ہو زباں پہ جاری ، اُردوٗ زباں ہماری

پھوٗلے پھلے ہمیشہ ، سارے جہاں میں ، یا رب!
ہو ہر زباں پہ جاری ، اُردوٗ زباں ہماری

(حافظؔ باقوی)

مسکن	-	رہنے کی جگہ
گُلشن	-	باغ
دُلاری	-	پیاری
جھڑتے ہیں پھول منہ سے	-	زبان سے بہت اچھّی باتیں نکلتی ہیں
گُھلتا ہے رس فَضا میں	-	یہاں مراد اُردوٗ زبان کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے
پھوٗلنا پھلنا	-	ترقّی کرنا

مشق

- ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ یہ نظم کس زبان کے بارے میں ہے؟

۲۔ اُردوٗ زبان کا مسکن کسے کہا گیا ہے؟

۳۔ اُردو زبان کے لیے بچّہ کیا دُعا مانگ رہا ہے؟

- نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ پھوٗلوں کی جیسے ....

۲۔ بھارت ہے اس کا ....

۳۔ جھڑتے ہیں .... منہ سے

۴۔ گھلتا ہے رس .... میں

۵۔ ہو ہر .... پہ جاری

						ہندسے
ا						ایک ۱
ب	پ	ت	ٹ	ث		دو ۲
ج	چ	ح	خ			تین ۳
د	ڈ	ذ				چار ۴
ر	ڑ	ز	ژ			پانچ ۵
س	ش	ص	ض			چھ ۶
ط	ظ	ع	غ			سات ۷
ف	ق	ک	گ			آٹھ ۸
ل	م	ن	و	ں		نو ۹
ہ	ء	ی	ے	شمال مشرق + مغرب جنوب		صفر ۰

31XATR

کوئی کام چھوٹا نہیں

یہ واقعہ اُس زمانے کا ہے جب جارج واشنگٹن امریکہ کے صدر تھے۔ ایک مرتبہ اُن کا گزر کسی شہر سے ہوا۔ ایک جگہ اُنھوں نے دیکھا کہ سڑک پر ایک درخت گرا ہوا ہے اور راستہ بند ہو گیا ہے۔ اُنھوں نے یہ بھی دیکھا کہ ان کی فوج کے کچھ سپاہی اس درخت کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُنھیں اس بات کی خوشی ہوئی کہ سپاہی اپنی ذمّہ داری کو سمجھتے ہوئے راستے کی رُکاوٹ دُور کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ فوجیوں سے جنگ لڑنے اور دشمنوں سے مُلک کی حِفاظت کرنے کے علاوہ اور بھی بہت سارے کام لیے جاتے ہیں۔

سپاہی درخت کو ہٹانے کے لیے اپنی پُوری قوت لگا رہے تھے۔ درخت بہت وزنی تھا۔ وہ اپنی جگہ سے ہلتا بھی نہ تھا۔ سپاہی بری طرح تھک چکے تھے۔ سپاہیوں کا افسر دُور کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ اُن کی مدد کرنے کی بجائے اُنھیں ڈانٹ رہا تھا۔

واشنگٹن سادہ لباس میں تھے اِس لیے کوئی اُنھیں پہچان نہ سکا۔ اُنھوں نے آگے بڑھ کر افسر سے کہا، ”بھئی، اِن سپاہیوں کو ڈانٹنے کی بجائے تم اِن کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ ایک آدمی کے بڑھنے سے طاقت بڑھ جائے گی اور یہ درخت ہٹ جائے گا۔“

افسر کو اپنے افسر ہونے کا بڑا غرُور تھا۔ اُس نے لا پروائی سے جواب دیا، ”میں اِن سپاہیوں کا افسر ہوں۔ یہ کام میرا نہیں، اِن سپاہیوں کا ہے۔ میں یہ کام کیوں کروں؟“

واشنگٹن کو اس کا جواب سُن کر غُصّہ تو بہت آیا مگر اُنھوں نے اپنے غصّے کو ظاہر نہیں کیا۔ اُنھوں نے کہا، ”معاف کرنا، مجھے معلوم نہ تھا۔“ یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے سے اُترے اور درخت ہٹانے میں سپاہیوں کی مدد کرنے لگے۔ ایک شخص کو اپنی مدد کے لیے آتے دیکھ کر تھکے ہوئے سپاہیوں کو بڑا حوصلہ ملا۔ واشنگٹن نے سپاہیوں سے کہا، ”چلو، ہم سب مل کر ایک ساتھ زور لگاتے ہیں۔“

سپاہیوں نے ایک نئے جوش کے ساتھ زور لگایا۔ آخر درخت اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور راستہ کُھل گیا۔ سپاہیوں نے واشنگٹن کا شکریہ ادا کیا۔

واشنگٹن اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ سفر پر آگے جاتے ہوئے انھوں نے افسر سے کہا، "جب کبھی آپ کو ایسے کاموں میں مدد کی ضرورت پڑے تو اپنے صدر کو بُلا لیا کیجیے۔ وہ آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہو جائے گا۔"
اب افسر نے پہچانا کہ یہ امریکہ کے صدر جارج واشنگٹن ہیں۔ وہ اپنی غلطی پر بہت شرمندہ ہوا۔ اس نے معافی مانگتے ہوئے کہا، "جناب، مجھے معاف کر دیجیے۔"

صدر جارج واشنگٹن نے اُسے معاف کر دیا اور مُسکرا کر کہا، "یاد رکھو! کوئی کام چھوٹا نہیں ہوتا۔"

(ماخوذ)

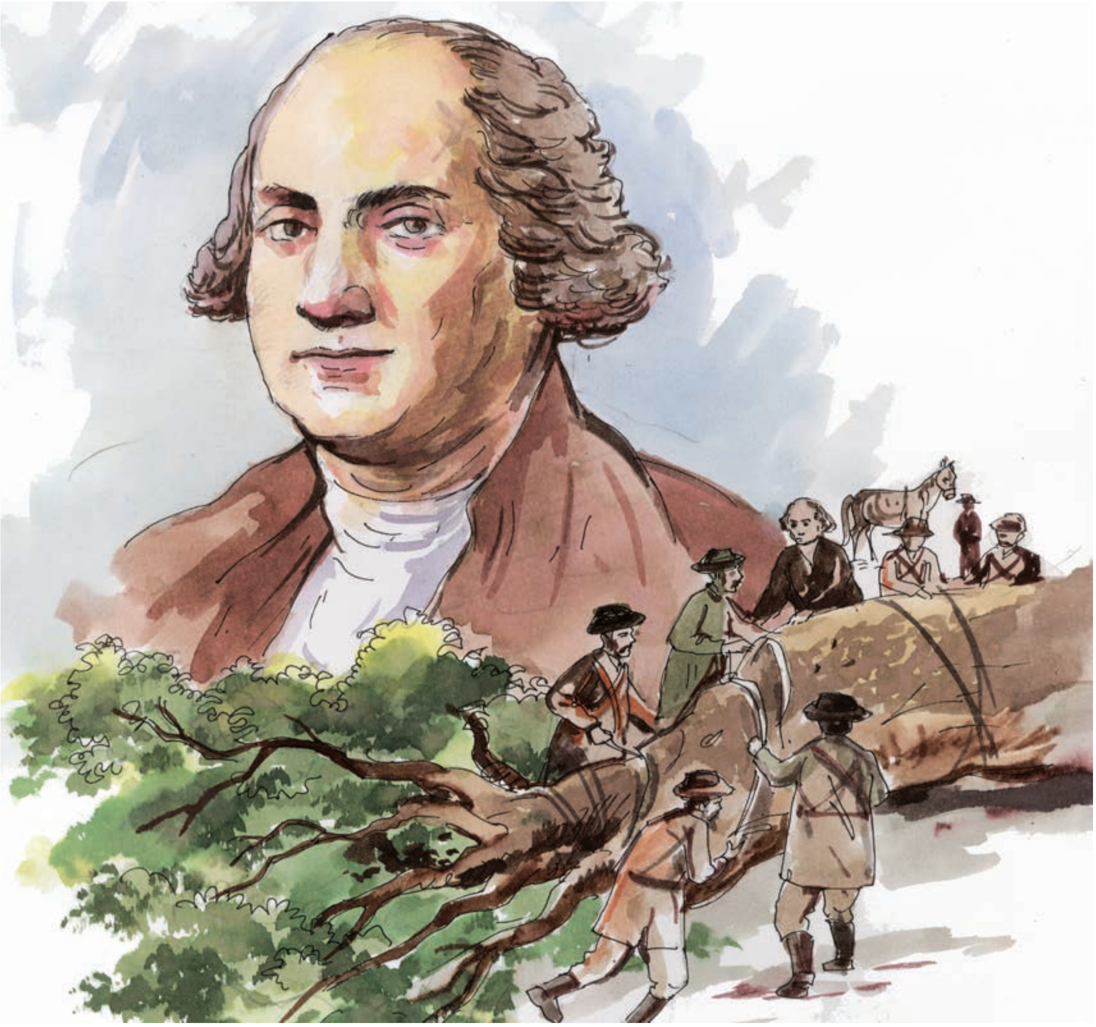

قوّت	-	طاقت
غرُور	-	گھمنڈ
حوصلہ	-	ہمّت

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ جارج واشنگٹن کون تھے؟

۲۔ سپاہی کیا کر رہے تھے؟

۳۔ سپاہیوں کو کون ڈانٹ رہا تھا؟

۴۔ واشنگٹن نے افسر سے کیا کہا؟

مختصر جواب لکھو:

سفر پر آگے جاتے ہوئے واشنگٹن نے افسر سے کیا کہا؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ واشنگٹن .... لباس میں تھے۔

۲۔ افسر نے .... سے جواب دیا۔

۳۔ واشنگٹن اپنے گھوڑے پر .... ہوئے۔

نیچے دیے ہوئے جملے کس سے کہے گئے:

۱۔ ”ایک آدمی کے بڑھنے سے طاقت بڑھ جائے گی۔“

۲۔ ”میں یہ کام کیوں کروں؟“

۳۔ ”چلو ہم سب مل کر ایک ساتھ زور لگاتے ہیں۔“

۴۔ ”جناب، مجھے معاف کر دیجیے۔“

غور کرو: اس سبق سے جارج واشنگٹن کی کون سی خصوصیت معلوم ہوتی ہے؟

سبق ”لومڑی اور کچھوا“ میں یہ جملہ آیا ہے۔

”تو، تو بڑی عقل مند ہے۔“

اس جملے میں لفظ ”عقل مند“ عقل + مند سے مل کر بنا ہے۔

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے بعد ’مند‘ لگا کر دوسرے لفظ بناؤ۔

درد　　دولت　　فائدہ　　ہوش　　غیرت

۱۸

3276VE

دھیرے دھیرے

گھر لوٹا سؤرج بے چارا دھیرے دھیرے
پھیل گیا ہر سؤ اندھیارا دھیرے دھیرے

آ پہنچا کوٹھے کے اؤپر چلتے چلتے
کھویا کھویا چاند ہمارا دھیرے دھیرے

دیکھو کیسا چمک رہا ہے ٹِم ٹِم ٹِم ٹِم
آسمان میں شام کا تارا دھیرے دھیرے

مانجھی گائے ، گاتا جائے ہَیّا ہَیّا
کشتی نے چھوٗ لیا کنارا دھیرے دھیرے

چُپکے چُپکے نِندیا آئی سپنے لائی
سویا سب کا راج دُلارا دھیرے دھیرے

(عطاءالرحمٰن طارق)

ہرسُو	-	ہرطرف
اندھیارا	-	اندھیرا
مانجھی	-	کشتی چلانے والا
ہَیّاہَیّا	-	کشتی چلاتے وقت مانجھی ایسی آواز نکالتے ہیں
نِندیا	-	نیند
سپنے	-	خواب

مشق

- ایک جملے میں جواب لکھو :

ا۔ نظم میں کس وقت کا ذکر ہے؟

۲۔ چاند کیسا دِکھائی دے رہا ہے؟

۳۔ آسمان میں کیا چمک رہا ہے؟

۴۔ مانجھی کیا کر رہا ہے؟

۵۔ نظم میں راج دلارا سے کیا مراد ہے؟

- نیچے دیے ہوئے ہر لفظ کے سامنے کوئی دؤسرا لفظ جوڑ کر نیا لفظ بناؤ۔ **مثال** : آر + پار = آر پار

کام ، ٹال ، آس ، جھٹ ، جھوٹ

اس نظم میں دھیرے دھیرے، ٹُم ٹُم ٹُم ٹُم جیسے لفظ آئے ہیں۔ لفظوں کو اس طرح تکرار سے استعمال کرنے پر بات میں زور پیدا ہوتا ہے۔

نظم سے ایسے ہی دؤسرے لفظ تلاش کر کے لکھو۔

۱۹

سونے کا درخت

32G2X2

دوپہر کو نازو اپنے ابّا کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ اتنے میں مالی ایک تازہ ناریل لایا۔ ابّا نے اُس میں ایک سوٗراخ کر کے نازو کو دیا۔ نازو سوٗراخ سے منہ لگا کر ناریل کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینے لگی۔ پانی ختم ہو گیا تو ابّا نے ناریل کے دو ٹکڑے کر دیے۔ نازو چمچے سے کھرچ کھرچ کر اس کا بالائی جیسا سفید گوٗدا کھانے لگی۔

کھانے کے بعد نازو اور اس کے ابا باغ میں ٹہلنے گئے۔ وہاں ناریل کے بڑے بڑے درخت یوٗں کھڑے تھے جیسے کسی نے چھاتے کھول دیے ہوں۔ ابّا نے نازو کو بتایا کہ ناریل کے درخت کو سونے کا درخت بھی کہتے ہیں۔ یہ سُن کر نازو کی بڑی بڑی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ”مگر ابّا! یہ درخت تو سونے کا نہیں، لکڑی کا ہے۔“

”ہاں بیٹی! یہ سونے کا بنا ہوا تو نہیں ہے مگر اِس کا ہر حصّہ کسی نہ کسی کام میں آتا ہے۔ کوئی چیز بے کار نہیں جاتی اِسی لیے اِسے سونے کا درخت کہتے ہیں!“

نازو : ابا، اِس کا تنہ تو اِتنا اونچا ہے۔ یہ کس کام آتا ہے؟

ابّا : اِس کے تنے سے ماہی گیر کشتیاں بناتے ہیں۔ اِس سے گھروں کی چھت بھی بنائی جاتی ہے۔

نازو : ابا، اِس کے پتّے کتنے بڑے بڑے ہیں! ہَوا میں جھوٗمتے ہوئے کتنے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اِن سے کیا بنتا ہوگا؟

ابّا : پتّوں سے؟ پتّوں سے تو بہت سی چیزیں بنتی ہیں۔ پنکھے بنتے ہیں، چٹائیاں بنتی ہیں، جھونپڑوں کی چھتیں چھائی جاتی ہیں۔

نازو : ابّا ناریل کو کھوپرا بھی تو کہتے ہیں؟

ابّا : ہاں بیٹی، کھوپرا کھایا بھی جاتا ہے اور اِس کا تیل بھی نکالا جاتا ہے۔ کھوپرے کا تیل بہت کام کی چیز ہے۔ اس سے طرح طرح کی مٹھائیاں بنتی ہیں۔ کچھ لوگ اِسے گھی کی بجائے کھانا پکانے میں استعمال کرتے ہیں۔ کھوپرے کا تیل سر میں لگانے اور صابن بنانے کے کام بھی آتا ہے۔

نازو : ابّا، ناریل تو بڑے کام کی چیز ہے!

ابّا : ہاں، ہاں، ابھی تم نے پوری بات سُنی بھی نہیں ہے۔ اس کے ریشوں سے رسّی بَٹی جاتی ہے۔ اس رسّی کو 'کاتھا' کہتے ہیں۔ کاتھے سے پائے دان اور چارپائیاں بُنی جاتی ہیں۔

نازو : اور ابّا، اس کے خول سے پانی نکالنے کے ڈونگے بھی تو بنائے جاتے ہیں۔

ابّا : ہاں نازو، یہ تم نے خوب کہا! ناریل کی ہر چیز کام میں آتی ہے، اسی لیے تو اِسے سونے کا درخت کہتے ہیں!

(احمد اقبال)

بالائی	-	ملائی
رسّی بٹنا	-	ریشوں کو بل دے کر رسّی بنانا
ماہی گیر	-	مچھیرا، مچھلیاں پکڑنے والا
چھاتا	-	چھتری
چھتیں چھانا	-	پتّوں اور گھاس پھوس سے چھت تیار کرنا

مشق

ایک لفظ میں جواب لکھو :

۱۔ مالی کیا لے کر آیا؟

۲۔ ناریل کے تنے سے ماہی گیر کیا بناتے ہیں؟

۳۔ کھوپرے سے کیا نکالا جاتا ہے؟

۴۔ ناریل کے ریشوں سے کیا بنتا ہے؟

ایک جملے میں جواب لکھو :

۱۔ ناریل کا پانی ختم ہونے پر ابّا نے کیا کِیا؟

۲۔ ناریل کا درخت دیکھنے میں کیسا لگتا ہے؟

۳۔ ناریل کے تنے سے کون سی چیزیں بنائی جاتی ہیں؟

۴۔ ناریل کے پتّوں سے کون سی چیزیں بنتی ہیں؟

۵۔ ناریل کے خول سے کیا بنایا جاتا ہے؟

مختصر جواب لکھو :

۱۔ ابّا نے ناریل کے درخت کو سونے کا درخت کیوں کہا؟

۲۔ کھوپرا کس کام آتا ہے؟

۳۔ کھوپرے کے تیل کے کیا استعمال ہیں؟

نیچے دیے ہوئے لفظوں کے واحد لکھو :

چھاتے ، کشتیاں ، پتّے ، پنکھے ، چٹائیاں ، چھتیں

غور کرکے بتاؤ :

ایسا اور کون سا درخت ہے جس کے بہت سے فائدے ہیں؟

سرگرمی : اپنے استاد کی مدد سے معلوم کرو کہ بھارت میں ناریل کے درخت کن مقامات پر پائے جاتے ہیں۔

* دی ہوئی مثال کے مطابق نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پہلے 'بے' لگا کر دوسرے لفظ بناؤ :

مثال : بے + کار = بے کار

صبر ، درد ، جان ، چارہ ، حد

۲۰

کاغذ کی ناؤ

32PXYP

ہوا کے زور سے لہرا رہی ہے
جھکولے پر جھکولے کھا رہی ہے
مگر اس پر بھی بہتی جا رہی ہے
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

اگر ہے ناؤ کاغذ کی تو کیا ہے
بچانے والا اس کا دؤسرا ہے
ہماری ناؤ کا حافظ خدا ہے
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

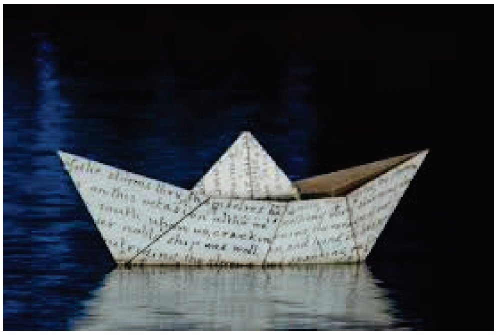

ہماری ناؤ بھی کیا ہے ، بَلا ہے
جہازوں کا سا اِس کا حوصلہ ہے
بہی جاتی ہے گو دریا چڑھا ہے
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

وہ اِک تنکے نے آ کر اس کو چھیڑا
لگا اِک بُلبلے کا پھر تھپیڑا
کرے گا تو ہی یا رب ، پار بیڑا
ہماری ناؤ بہتی جا رہی ہے

(اختر شیرانی)

جھکولے کھانا – ہلنا ڈُلنا، لہرانا

بچانے والا اس کا دؤسرا ہے – مراد اللہ تعالیٰ اسے بچانے والا ہے

حافظ – حفاظت کرنے والا، بچانے والا

بَلا – مراد بہت تیز

دریا چڑھا ہونا – سیلاب آنا

تھپیڑا لگنا – دھکا لگنا

بیڑا پار کرنا – ناؤ کو کنارے پر پہنچانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ بچّے کون سی ناؤ چلا رہے ہیں؟

۲۔ ناؤ کس کے زور سے چل رہی ہے؟

۳۔ ناؤ کو سچ مچ بچانے والا کون ہے؟

۴۔ تنکے نے آ کر کیا کِیا؟

۵۔ ناؤ کو کس کا تھپیڑا لگا؟

جوڑیاں لگاؤ:

الف	ب
(۱) ہوا کے زور سے	اس کا حوصلہ ہے
(۲) بچانے والا اس کا	اس کو چھیڑا
(۳) جہازوں کا سا	لہرا رہی ہے
(۴) وہ اک تنکے نے آ کر	دؤسرا ہے

سرگرمی:

کاغذ کی ناؤ بنا کر اسے بہتے پانی میں چلا کر دیکھو۔

۲۱

اپنی مدد آپ

32YU1C

ایک چِڑیا نے جوار کے کھیت میں گھونسلا بنایا۔ جب اُس کے اَنڈوں سے بچّے نکلے تو کھیت بھی پکنے کے قریب تھا۔ ایک دن چڑیا گھونسلے سے باہر جانے لگی تو اس نے اپنے بچّوں سے کہا، "میرے پیچھے اگر کھیت کا مالک یا اس کے گھر والے آئیں تو اُن کی باتیں غور سے سن کر مجھے بتانا۔"

چِڑیا کے جانے کے بعد کھیت کا مالک اور اس کا بیٹا وہاں آئے۔ باپ نے بیٹے سے کہا، "میں سمجھتا ہوں کہ کھیت پک چکا ہے۔ کل صبح سویرے اپنے پڑوسیوں اور دوستوں کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ کھیت کاٹنے میں ہماری مدد کریں۔"

شام کو چڑیا اپنے گھونسلے پر واپس آئی۔ بچّے پر پھیلا کر چیں چیں کرنے لگے۔ انھوں نے کسان سے جو سنا تھا وہ کہہ سنایا اور بولے، "ماں! ہمیں جلدی یہاں سے لے چل۔ کہیں کھیت کے ساتھ ہمارا گھونسلا بھی نہ کٹ جائے۔"

ماں نے کہا، "بچّو! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ کھیت کے مالک نے اپنے پڑوسیوں اور دوستوں پر بھروسہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے یہ کھیت کل نہیں کٹے گا۔"

دوٗسرے روز چڑیا جب باہر جانے لگی تو چلتے ہوئے کہتی گئی، "بچّو! کھیت کے مالک کی باتیں غور سے سن کر مجھے بتانا۔" کچھ دیر بعد کھیت کا مالک آیا۔ وہ بہت دیر تک پڑوسیوں اور دوستوں کا راستہ دیکھتا رہا لیکن وہاں کوئی نہ آیا۔ جب دھوٗپ تیز ہوگئی تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا، "ان دوستوں اور پڑوسیوں کا کوئی بھروسہ نہیں۔ تم اپنے چچازاد بھائیوں سے کہو کہ کل صبح کھیت کاٹنے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔"

یہ بات سُن کر چڑیا کے بچّے بہت ڈرے۔ جیسے ہی اُن کی ماں آئی تو پَر پھیلا کر چیں چیں کرکے اُس سے بولے کہ آج یہ بات ہوئی ہے۔

یہ سُن کر چڑیا نے کہا، "گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ رشتے دار اس کے کام آئیں گے۔"

اگلے دن جب چڑیا پھر باہر جانے لگی تو اس نے کہا، "بچّو! کھیت کے مالک کی باتیں غور سے سُن کر مجھے

بتانا۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ کچھ دیر بعد کھیت کا مالک وہاں آیا اور بہت دیر تک اپنے بھائی بھتیجوں کا انتظار کرتا رہا۔ دھوپ تیز ہوگئی لیکن وہاں کوئی بھی نہ آیا۔ کسان نے اپنے بیٹے سے کہا، "بیٹے! دیکھا، ہماری مدد کے لیے کوئی بھی نہیں آیا۔ اب تم دو درانتیاں تیز کر کے تیّار رکھو۔ کل ہم اپنا کھیت خود ہی کاٹیں گے۔"

یہ سُن کر چڑیا کے بچّے بہت ڈرے اور جیسے ہی اُن کی ماں آئی تو پَر پھیلا کر چیں چیں کر کے اپنی ماں کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔

یہ باتیں سُن کر چڑیا نے کہا، "بچّو! اب ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ یہ کھیت اب کل ضرور کٹ جائے گا۔ جب آدمی اپنا کام آپ کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے، وہ کام ہو کر رہتا ہے۔" یہ کہہ کر وہ اُسی وقت اپنے بچّوں کو لے کر وہاں سے دؤسری جگہ چلی گئی۔

دؤسرے دن کھیت کے مالک اور اس کے بیٹے نے کھیت کی کٹائی شروع کر دی۔

(ڈاکٹر جمیل جالبی)

کھیت پکنا – فصل تیار ہونا

راستہ دیکھنا – انتظار کرنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ چڑیا نے گھونسلا کہاں بنایا؟
۲۔ کھیت کے مالک نے مدد کے لیے پہلے کس کو بلایا؟
۳۔ دُوسری بار کھیت کے مالک نے مدد کے لیے کس کو بُلایا؟

مختصر جواب لکھو:

۱۔ کوئی مدد کے لیے نہ آیا تو کسان نے بیٹے سے کیا کہا؟
۲۔ چڑیا کے بچّوں کو کس بات کا ڈر تھا؟
۳۔ چڑیا کو کیوں یقین تھا کہ کل کھیت کٹ جائے گا؟

سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ میں سمجھتا ہوں کہ .... پک چکا ہے۔
۲۔ مجھے .... ہے یہ کھیت کل نہیں کٹے گا۔
۳۔ کھیت کے .... کی باتیں غور سے سُن کر مجھے بتانا۔
۴۔ یہ کھیت اب کل .... کٹ جائے گا۔

جوڑیاں لگاؤ:

الف	ب
آگے	شام
دھوُپ	شک
صبح	چھاؤں
یقین	پیچھے

سرگرمی:

اپنے استاد سے کسی ایک فصل کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر

338Q2Z

ایک زمانہ تھا جب ہمارے ملک میں ذات پات کا رواج عام تھا۔ بہت سے لوگ دلِتوں کو کم تر سمجھتے تھے۔ اُنھیں کنوؤں، جھیلوں اور تالابوں سے پانی لینے کی اِجازت بھی نہیں تھی۔ مہاڑ کا چَودار تالاب بھی اُن میں سے ایک تھا۔ آخر ایک دن لوگ اِس ناانصافی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور چَودار تالاب کے کنارے پہنچ گئے۔

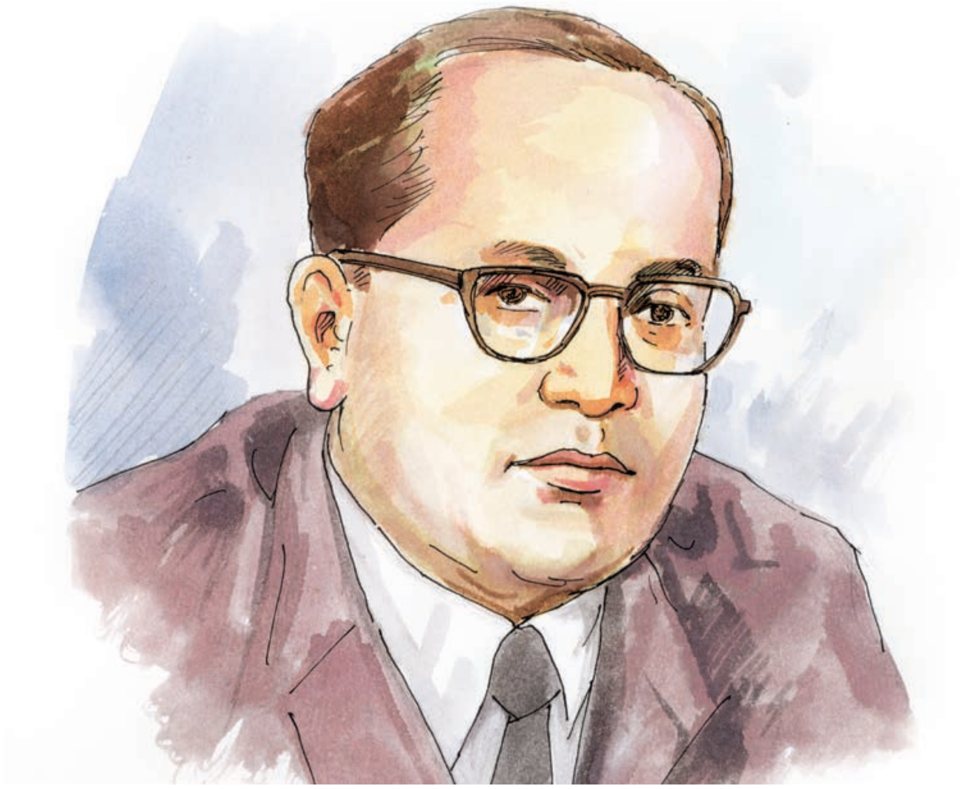

اُن کے لیڈر نوجوان بھیم راؤ امبیڈکر تھے۔ بھیم راؤ پچھڑی ذات سے تعلّق رکھتے تھے۔ سب سے پہلے اُنھوں نے تالاب میں اُتر کر پانی کو چُھوا۔ دُوسرے لوگوں کو بھی حوصلہ ملا اور انھوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس طرح تالاب کا پانی سب لوگوں کے لیے عام ہوگیا۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کا اصل نام بھیم راؤ سکپال تھا۔ وہ ۱۸۹۱ء میں مدھیہ پردیش کے ایک گاؤں 'مہو' میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد رام جی سکپال فوج میں ملازم تھے۔ بعد میں ملازمت ختم کر کے وہ ستارا میں آباد

ہوگئے۔ بھیم راؤ نے اپنی ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ پچھڑی ذات کا ہونے کی وجہ سے اُنھیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے کئی رُکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اسکول میں اُنھیں دوسرے لڑکوں کے ساتھ بیٹھنے کی اِجازت نہیں تھی۔

اُن کے اسکول میں امبیڈکر نامی ایک اُستاد تھے۔ وہ بھیم راؤ کو بہت چاہتے تھے۔ بھیم راؤ کو بھی اپنے اُستاد سے بہت محبّت تھی۔ اس لیے وہ اپنا نام بھیم راؤ امبیڈکر لکھنے لگے۔ ابتدائی تعلیم پوری کرنے کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان چلے گئے۔

انگلستان سے لوٹنے کے بعد ڈاکٹر امبیڈکر نے ملک سے ذات پات کی تفریق کو مٹانے کا پکّا اِرادہ کیا۔ اُس زمانے میں دَلِتوں کو مندروں میں جانے نہیں دیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر کی کوششوں سے ان کے لیے مندروں کے دروازے کُھل گئے۔

ڈاکٹر امبیڈکر کہا کرتے تھے کہ سماج میں عزّت کی زندگی گزارنے کے لیے تعلیم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اُنھوں نے بہت سے اسکول اور کالج کھولے۔ عورتوں کی تعلیم پر بھی توجّہ دی۔ ڈاکٹر امبیڈکر ایک اچھے قانون داں تھے۔ آزاد ہندوستان کا دستور بنانے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ وہ اُس کمیٹی کے صدر تھے۔ ملک کا دستور بنانے میں ان کا بہت بڑا حصّہ ہے۔

۶ / دسمبر ۱۹۵۶ء کو بھارت کے اِس عظیم رہنما کی موت ہوگئی۔

(سلام بن رزّاق)

رواج	-	طریقہ، چلن
تفریق	-	فرق
دستور	-	قانون
عظیم	-	اونچے مرتبے والا
رہنما	-	لیڈر

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھو :**

۱۔ دلتوں کو کس بات کی اجازت نہیں تھی؟

۲۔ تالاب پر جانے والوں کی رہنمائی کون کر رہا تھا؟

۳۔ بابا صاحب امبیڈکر کا اصل نام کیا تھا؟

۴۔ بھیم راؤ نے اپنی ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟

۵۔ اسکول میں بھیم راؤ کو کس بات کی اجازت نہیں تھی؟

۶۔ انگلستان سے لوٹنے کے بعد بابا صاحب امبیڈکر نے کس کام کا ارادہ کیا؟

❁ **مختصر جواب لکھو :**

۱۔ تالاب کا پانی سب لوگوں کے لیے کس طرح عام ہوا؟

۲۔ بابا صاحب امبیڈکر نے تعلیم کو عام کرنے کے لیے کیا کیا؟

❁ **وجہ بتاؤ :**

۱۔ تعلیم حاصل کرنے میں بھیم راؤ کو رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔

۲۔ بابا صاحب امبیڈکر کو دستوٗر بنانے والی کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔

❁ **سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :**

۱۔ ہمارے ملک میں ذات پات کا رواج عام ....۔ (تھے ، تھا)

۲۔ ان کے والد فوج میں ملازم ....۔ (تھا، تھے)

۳۔ بابا صاحب نے عورتوں کی تعلیم پر بھی توجہ ....۔ (دیا، دی)

❁ **نیچے دیے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کرو :**

رِواج ، اِجازت ، خلاف ، تعلیم

❁ **نیچے دیے ہوئے ہر لفظ کے سامنے کوئی دوٗسرا لفظ جوڑ کر نیا لفظ بناؤ : مثال : ننّھا + مُنّا = ننھا منا**

صاف .... کھیتی .... بھولی .... چیخنا ....

❁ **سبق سے تلاش کر کے نیچے دیے ہوئے لفظوں کی ضد لکھو :**

خاص ، آگ ، شاگرد ، نفرت ، غلام

3B8GH5

رس کی کھیر

ایک روز کی بات ہے بھائی   رَس کی ہم نے کھیر پکائی
پہلے رَس گنّے کا نکالا   اس کو ہانڈی میں پھر ڈالا
ہانڈی پھر چُولھے پہ چڑھائی   اُس کے نیچے آگ جلائی
چاول دھوکر رَس میں ڈالے   رَس کو ہِلایا دھیرے دھیرے
کھچ کھچ کرکے پکتی جاتی   ہم سب سے یہ کہتی جاتی
کس نے چاوَل ہیں اُپجائے   کھیت میں گنّے کس نے اُگائے
پک کر جب تیّار ہوئی تو   دی کچھ کھیر پڑوسن بی کو
خوش ہوکر ہم سب نے کھائی   کھیر تھی جیسے رَس کی ملائی

(خلیل محمودی)

اُپجانا - اُگانا، پیدا کرنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھو:

۱۔ کس چیز کی کھیر پکائی گئی؟
۲۔ رَس کس برتن میں ڈالا گیا؟
۳۔ کھیر پکتے وقت کیسی آواز آ رہی تھی؟
۴۔ کھیر کس کو دی گئی؟

نظم پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو:

۱۔ رَس کی ہم نے .... پکائی
۲۔ پہلے رَس .... کا نکالا
۳۔ چاوَل دھو کر .... میں ڈالے
۴۔ کھیر تھی جیسے رس کی ....

سرگرمی:

یہاں گنّے کے رَس میں چاول کی کھیر پکائی گئی ہے۔
کھیر پکانے کے لیے اور کون کون سی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں، ان کے نام لکھو۔

دِل نہ دُکھے

مجھے بچپن کی بہت ساری باتیں آج بھی یاد ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میری امّی طرح طرح کے مزے دار کھانے پکاتی تھیں اور ہم سب بڑے شوق سے کھاتے تھے۔

مَیں ایک روز کرکٹ کھیل کر گھر آیا۔ میں بہت تھکا ہوا تھا۔ ہاتھ منہ دھوکر بیٹھا ہی تھا کہ ابّو بھی آفس سے

آ گئے۔ امّی نے ایک ٹرے میں چائے اور توس لا کر میز پر رکھ دیے۔ میں نے ایک توس اُٹھایا لیکن وہ تھوڑا سا جلا ہوا تھا۔ مَیں نے اسے بڑی مُشکل سے کھایا۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ پلیٹ کے سارے توس ایسے ہی ہیں۔ کچھ دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ابّو نے وہ پلیٹ اپنے سامنے رکھ لی اور مزے لے کر توس کھا رہے ہیں۔ عام طور پر وہ جتنے توس کھاتے تھے، آج اس سے کچھ زیادہ ہی کھا گئے۔

چائے کے بعد مَیں اپنی میز پر پڑھائی کرنے کے لیے بیٹھ گیا لیکن پڑھائی میں طبیعت نہیں لگ رہی تھی۔

میں تعجّب کر رہا تھا کہ ابّو کو جلے ہوئے توس مزے دار کیوں لگے؟

اتنے میں ابّو امّی کی باتیں سُنائی دیں۔ امّی کہہ رہی تھیں، ''آج میری غلطی سے توس جل گئے۔ بیٹے مونس نے صرف ایک توس کھایا۔ آپ کو بھی وہ بدمزہ لگے ہوں گے؟''

پھر ابّو کی آواز آئی، وہ نرمی سے بول رہے تھے، ''توس بدمزہ کہاں تھے، اچھّے تھے۔ ویسے بھی مجھے جلے ہوئے توس پسند ہیں۔''

مَیں سوچنے لگا، ''بھلا جلے ہوئے توس بھی کسی کو پسند آتے ہیں۔ پھر ابّو نے ایسا کیوں کہا؟''

ابّو اپنے کمرے میں چلے گئے۔ مَیں بھی ان کے کمرے میں پہنچا۔ ابّو کچھ لکھنے میں مصروف تھے۔ مَیں نے سلام کیا اور اُن کی کرسی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ ابّو نے سلام کا جواب دیا اور مُسکرا کر پُوچھا، ''کیا بات ہے؟''

''ابّو! کیا آپ کو جلے ہوئے توس پسند ہیں؟''

میرے اس سوال پر انھوں نے حیرت سے کہا، ''تم سے کس نے کہا؟''

مَیں نے اُنھیں بتایا کہ مَیں اُن کی باتیں سُن چکا ہوں۔

ابّو نے مجھے محبّت سے اپنے پاس دؤسری کرسی پر بٹھا لیا اور کہنے لگے، "بیٹا! تمھاری امّی دِن بھر ہماری خاطر کتنے کام کرتی ہیں۔ آج کسی وجہ سے توس جل گئے ہوں گے۔ وہ خود بھی پریشان ہیں۔ تم نے صرف ایک توس کھایا۔ اگر میں بھی ایسا کرتا تو وہ اور زیادہ شرمندہ ہوتیں۔ اس لیے مَیں نے انھیں خوشی سے کھا لیا۔"

ابّو کے کمرے سے نکلتے ہوئے مَیں سوچ رہا تھا، "میرے ابّو اور امّی کتنا خیال رکھتے ہیں کہ ایک دؤسرے کا دِل نہ دُکھے۔" (ماخوذ)

دِل نہ دُکھے	-	تکلیف نہ ہو، بُرا نہ لگے
توس	-	ٹوسٹ
طبیعت نہیں لگ رہی تھی	-	جی نہیں چاہتا تھا
ہماری خاطر	-	ہمارے لیے

مشق

ایک لفظ میں جواب لکھو :

۱۔ مزے دار کھانے کون پکاتا تھا؟

۲۔ بچّہ کیا کھیل کر گھر واپس آیا؟

۳۔ آفس سے کون آ گیا تھا؟

۴۔ امّی نے چائے کے ساتھ میز پر اور کیا رکھا؟

۵۔ نرمی سے کون بول رہا تھا؟

ایک جملے میں جواب لکھو :

۱۔ پلیٹ کے توس کیسے تھے؟

۲۔ چائے کے بعد مونس کیا کرنے بیٹھ گیا؟

۳۔ مونس کمرے میں پہنچا تو اس کے ابّو کیا کر رہے تھے؟

❁ مختصر جواب لکھو :

مونس اپنے ابّو کے کمرے سے نکلتے ہوئے کیا سوچ رہا تھا؟

❁ سبق پڑھ کر خالی جگہ میں مناسب لفظ لکھو :

۱۔ میری امّی طرح طرح کے .... کھانے پکاتی تھیں۔

۲۔ آج میری .... سے توس جل گئے۔

۳۔ میں بھی ان کے .... میں پہنچا۔

۴۔ اگر میں بھی ایسا کرتا تو وہ اور زیادہ .... ہوتیں۔

❁ یہ جملے کس نے کہے :

۱۔ ”آج میری غلطی سے توس جل گئے۔“

۲۔ ”ویسے بھی مجھے جلے ہوئے توس پسند ہیں۔“

۳۔ ”ابّو! کیا آپ کو جلے ہوئے توس پسند ہیں۔“

۴۔ ”تمھاری امّی دن بھر ہماری خاطر کتنے کام کرتی ہیں۔“

۵۔ ”تم نے صرف ایک توس کھایا۔“

❁ نیچے دیے ہوئے جملے غلط ہیں یا صحیح، لکھو :

۱۔ مَیں ایک روز کبڈّی کھیل کر گھر آیا۔

۲۔ مونس نے صرف چار توس کھائے۔

۳۔ مَیں نے وہ بسکٹ خوشی سے کھا لیے۔

۴۔ ویسے بھی مجھے جلے ہوئے توس پسند ہیں۔

۵۔ ابّو اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔

سرگرمی : لکھو کہ اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔

❁ سبق میں یہ جملہ آیا ہے : ”آپ کو بھی توس بدمزہ لگے ہوں گے؟“

اس جملے میں لفظ ”بدمزہ“ بد+مزہ سے مل کر بنا ہے۔

نیچے دیے ہوئے لفظوں سے پہلے لفظ ’بد‘ لگا کر دوسرے لفظ بناؤ۔

صورت ، تمیز ، حال ، اخلاق ، نام

3BR8ZF

وطن کا گیت

اے وطن ، اے وطن جاں سے پیارے وطن
کردیں تجھ پر فِدا اپنا تن اور من

اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

گنگا جمنا تری جیسے دو بیٹیاں
جن کے دم سے ہری ہوتی ہیں کھیتیاں
سونا اُگلے زمیں لہلہائیں چمن

اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

سارے سنسار میں تاج مشہوٗر ہے
نام اجنتا کا بھی پاس اور دوٗر ہے
ہے ترے ہار کا اِک نگینہ دکن

اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

ہم میں گاندھی بھی ہیں ہم میں نہروٗ بھی ہیں
ہم میں آزاد بھی ہم میں ٹیپو بھی ہیں
توٗ نے پیدا کیے کیسے کیسے رتن

اے وطن ، اے وطن
جاں سے پیارے وطن

(ماخوذ)

تن	-	جسم
من	-	دِل
جن کے دَم سے	-	جن کی وجہ سے
سونا اُگلے زمیں	-	مراد زمین سے خوب اناج اُگتا ہے
سنسار	-	دُنیا
تاج	-	آگرے کا تاج محل
اجنتا	-	اورنگ آباد کے پاس کے مشہور غار
ہار	-	گلے کا زیور
رتن	-	ہیرا، نگینہ

مشق

- ایک جملے میں جواب لکھو:

  ۱۔ شاعر اپنی جان کس پر قربان کرنا چاہتا ہے؟

  ۲۔ گنگا، جمنا کے بارے میں شاعر کیا کہتا ہے؟

  ۳۔ شاعر نے رتن کن کو کہا ہے؟

- اِس نظم کو زبانی یاد کرو۔

- پہلے بند میں "وطن، تن، من" ایک جیسی آواز والے لفظ ہیں۔ نظم سے اسی طرح ایک جیسی آواز والے دوسرے لفظ ڈھونڈ کر لکھو۔

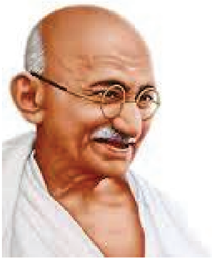

معمّہ

* اپنے استاد کی مدد سے ایک جیسے معنی والے لفظ سے خالی دائروں کو پُر کرو۔

باغ	جگ	پاؤں	بہشت	سُرخ
گلشن	....	....	....	....
ناؤ	لہر	گھر	پھول	سیاہ
....	....	....	....	....
نزدیک	فقیر	سال	سدا	روشن
....	....	....	....	اُجلا

* دیے ہوئے لفظوں کے گروپ کو پڑھ کر اُس میں سے ایسا لفظ تلاش کرو جو دونوں طرف سے پڑھنے پر صحیح ہو:

مثال: ریت > تیر

شان کان دان جان > .... نوک توس تول نوٹ > ....

زور غور دور موج > .... زیب جیب بیر بیل > ....

راگ باغ رات جاگ > .... ہوش حوض ڈور جوش > ....

لوگ سوگ روٹ مول > .... نیک ایک پھینک دیکھ > ....

لات مات ذات سات > .... سیب عیش قید تیس > ....

باپ آپ ناچ ناپ > .... قاش گھاس لاش ساق > ....

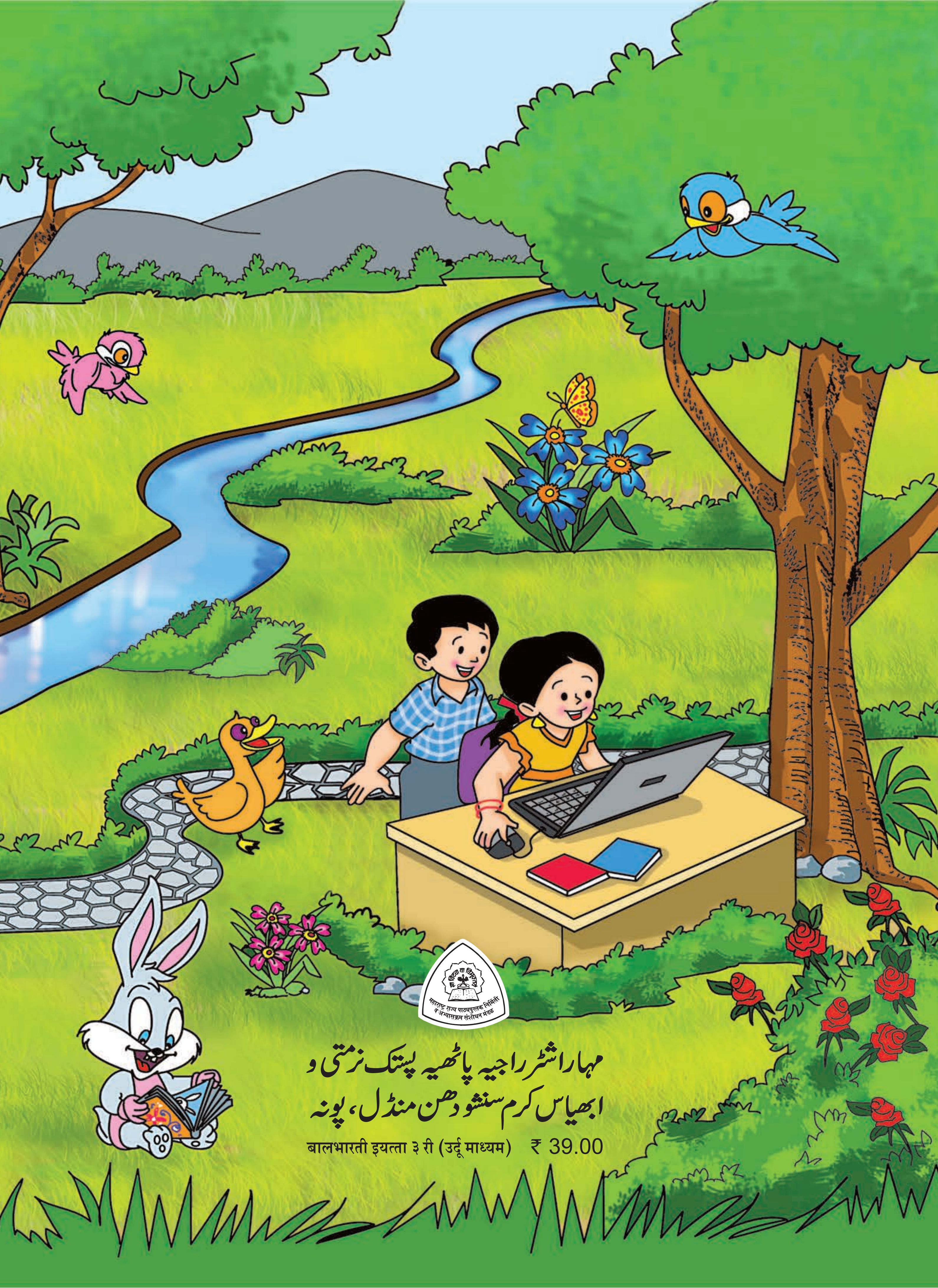

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

बालभारती इयत्ता ३ री (उर्दू माध्यम)   ₹ 39.00